شرح أوجز المسالک کے امتیازی خصائص: شرح الزرقاني علی الموطأ کے ساتھ تقابلی مطالعہ

حافظ محمد شفیق٭

موطاًامام مالک حدیث کی اولین مرتب کی جانے والی کتب میں شمار ہوتی ہے۔زیرِ بحث عنوان میں مذکوردونوں کتب اس کی عربی میں لکھی گئی شروح ہیں۔ **أوجز المسالک** کے مصنف شیخ محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ[۱] چوں کہ برِ صغیر سے تعلق رکھتے تھے،اس لیے انھوں نے موطأ امام مالک کی اس اپنی شرح میں یہاں کے علمی وفکری رجحان اور قارئین کی صلاحیت وضرورت کے پیشِ نظر کچھ ایسے امور اختیار کیے ہیں جو **شرح الزرقاني** کے مصنف، شیخ زرقانیؒ مصری[۲] نے اپنی شرح میں نہیں اپنائے۔ہر مصنف کا علمی ذوق اور رجحان ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے جس کا اس کی تصنیف پر گہرا اثر ہوتا

٭ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج شکر گڑھ۔(shafiqueskg@gmail.com)

1– آپ ۱۱ر رمضان ۱۳۱۵ھ بہ مطابق بروز جمعرات ۲ فروری ۱۸۹۸ء کو پیدا ہوئے۔اور آپ کے دو نام محمد موسیٰ اور محمد زکریا رکھے گئے تھے لیکن دوسرا نام ہی مشہور ہوا۔ آپ نے خود اپنا تعارف یوں کروایا ہے کہ نام کے اعتبار سے زکریا،وطن کے حوالہ سے کاندھلوی،مسلک کے اعتبار سے حنفی،مشرب کے اعتبار سے خلیلی(مولانا خلیل احمد سہارن پوری کی نسبت سے)، تلمذو شاگردی کے اعتبار سے المظاہری ہوں۔ اوروالدِ گرامی مولانا محمد یحییٰ (محمد زکریا کاندھلوی (م۱۴۰۲ھ)، **أوجز المسالک إلیٰ موطا مالک** (ملتان: مکتبہ امدادیہ)،۱: ۳۴- ۳۵)۔

2– شیخ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا پورانام ابوعبداللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان الزرقانی المصری الازہری المالکی ہے۔ ان کا زمانہ ۱۰۵۵ھ تا ۱۱۲۲ھ ہے۔دیارِ مصر میں خاتمۃ المحدثین یعنی محدثین کی آخری کڑی ہیں۔زرقانی کہلانے کی وجہ، مضافاتِ قاہرہ کے بالائی حصوں میں زرقان نامی ایک بستی کی طرف آپ کی نسبت ہے۔گویا آپ کی ولادت ووفات اس سرزمینِ قاہرہ میں ہی ہوئی۔نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ کو الامام ،المحدث الناسک(عابد وزاہد)، النحریر (صاحب ادراک)،الفقیہ اور العلامہ کے القابات وعنوانات بھی دیے گئے ہیں۔(خیر الدین الزرکلی، الأعلام قاموس تراجم أشهر الرجال والنساء من العرب والمستعربين والمستشرقين، ۷: ۵۵۔)؛ محمد بن عبدالباقی الزرقانی، (۱۰۵۵تا ۱۱۲۲ھ)، **شرح الزرقاني علیٰ المواهب اللدنية للعلامة القسطلاني**، ترجمہ الزرقانی شارح المواہب، (بیروت: دارالکتب العلمیۃ)، ۱: ۸۔)

ہے۔جس طرح شیخ زرقانی کے عربی ہونے کی وجہ سے ان کی تصنیف میں اہلِ عرب کے علمی وفکری طریق کا رنگ نمایاں ہے۔اسی طرح شیخ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مخصوص علمی وفکری رجحان اورماحول کی ضرورت کے مطابق شیخ زرقانی کے منہج سے ہٹ کر کچھ مختلف اسالیب اپنائے ہیں۔یہاں اس مقالہ میں دونوں شروح کا تقابلی مطالعہ کرتے ہوئے، **أوجز المسالک** میں اختیار کیے گئے انفرادی اسالیب و مناہج ،ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں:

تفصیلی اسالیبِ شرح

زیادہ قطعات میں شرح

زیادہ تفصیل سے شرح کرنے کے لیے شیخ کاندھلوی نے چوں کہ نسبتاً زیادہ باریک بینی اور تفصیل سے متنِ موطا پر توجہ مرکوز کی ہے؛ اس لیے انھوں نے شرح کرنے کے لیے متن کوشیخ زرقانی کی نسبت زیادہ قطعات میں تقسیم کیا ہے۔حسب ذیل مثالوں سے اس بات کی تائید ہوتی ہے:

مثال نمبر١: عن عائشة زوج النبيﷺ أن رسول الله ﷺ سئل عن الرقاب أيها أفضل، فقال رسول الله ﷺ أغلاها ثمنًا، وأنفسها عند أهلها[٣] کو شیخ زرقانی نے چار[٤] جب کہ شیخ کاندھلوی نے آٹھ قطعات میں تقسیم کیا ہے۔[٥] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوں شیخ کاندھلوی نے زیادہ گہرائی سے اور تفصیلی معلومات فراہم کرنے کا اسلوب اپنایا ہے۔

مثال نمبر٢: عن نافع أن عبد الله ابن عمر كان يغتسل لإحرامه قبل أن يحرم ولدخوله مكة ولوقوفه عشية عرفة[٦] (حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ احرام کے لیے احرام باندھنے سے قبل، دخولِ مکہ کے لیے اور رات کے وقت عرفات میں ٹھہرنے کے لیے غسل کیا

3- ابوعبداللہ الاصبحی مالک بن انس (م ١٧٩ھ)، **موطأ الإمام مالك** (کراچی: میر محمد کتب خانہ) **کتاب العتق والولاء**، باب فضل عتق الرقاب وعتق الزانية وابن الزنى، ٥٤٢۔

4- محمد بن عبدالباقی الزرقانی (م١١٢٢ھ)، **شرح الزرقاني** (قاہرہ: دارالحدیث، ١٤٢٧ھ)، کتاب العتق والولاء، باب فضل عتق الرقاب وعتق الزانية وابن الزنى، ٤: ١٣٠۔

5- محمد زکریاالمہاجر مدنی الکاندھلوی (م١٤٠٦ھ)، **أوجز المسالک الیٰ موطأ مالک** (ملتان: مکتبہ امدادیہ)، کتاب العتق والولاء، باب فضل عتق الرقاب وعتق الزانية وابن الزنى، ٤: ٤٩٧۔

6- **موطأ**، کتاب الحج، باب الغسل للإ ھلال، ٣٢٨۔

قبل، دخولِ مکہ کے لیے اور رات کے وقت عرفات میں ٹھہرنے کے لیے غسل کیا کرتے تھے۔)شرح کے لیے **أوجز المسالک** میں تین قطعات میں[۷] جب کہ **شرح الزرقاني** نے دو قطعات میں تقسیم کیا ہے۔[۸]

مثال نمبر۳: عن سعيد ابن المسيب أن أسماء بنت عميس ولدت محمد بن أبي بكر بذي الحليفة فأمرها أبوبكر أن تغتسل ثم تهل[۹] (سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں ذی الحلیفہ کے مقام پر محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انھیں غسل کرکے تسبیح وتکبیر کا حکم دیا۔)اس حدیث کو شرح کے لیے شیخ کاندھلوی نے چار[۱۰] جب کہ شیخ زرقانی نے دو قطعات میں تقسیم کیا ہے۔[۱۱]

لیکن یہی اسلوب ہر جگہ نہیں ہے بلکہ کہیں کہیں اس کے برعکس بھی ہے جیسا کہ حالتِ احرام میں پچھنے لگوانے سے متعلق حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کو شیخ کاندھلوی نے صرف ایک قطعہ میں رکھتے ہوئے شرح کی ہے[۱۲] جب کہ شیخ زرقانی نے اسے تین قطعات میں تقسیم کیا ہے۔[۱۳] اسی طرح **شرح الزرقاني** میں **أوجز المسالک** کے برابر اور اس سے زیادہ قطعات میں متنِ حدیث کو تقسیم کرنے کا اسلوب بھی پایا جاتا ہے۔ بہ ہرحال زیادہ تر متن سے متعلق زیادہ کرید اور تفصیل کرنے کی غرض سے **أوجز المسالک** میں متن کو زیادہ قطعات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

7– **أوجز**، کتا ب الحج، باب الغسل للإ هلال،۳: ۳۰۲–۳۰۳۔

8– **شرح الزرقاني**، کتا ب الحج، باب الغسل للإهلال، ۲: ۲۹۷۔

9– **موطأ**، کتا ب الحج، باب الغسل للإهلال، ۳۲۸۔

10– **أوجز**، کتا ب الحج، باب الغسل للإهلال،۳: ۳۰۲۔

11– **شرح الزرقاني**، کتا ب الحج، باب الغسل للإهلال،۲: ۲۹۶۔

12– **أوجز**، کتاب الحج، باب حجامة المحرم،۳: ۴۰۴۔

13– **شرح الزرقاني**، کتاب الحج، باب حجامة المحرم،۲: ۳۶۶۔

(ب) مذاہبِ ائمہ کا احاطہ

اپنے تفصیلی اسلوب کے تحت کم وبیش اکثر مقامات پر شیخ کاندھلویؒ نے شیخ زرقانی کی نسبت زیادہ ائمہ کے مذاہب بیان کرنے کا اسلوب اپنایا ہے، حسب ذیل مثالیں اس کی تائید کرتی ہیں:

مثال نمبرا: عن عبد الله ابن عمر أن رسول الله ﷺ ذکر رمضان فقال: لاتصوموا حتیٰ تروا الهلال ولا تفطروا حتیٰ تروه فإن غم عليكم، فاقدرواله[۱۴] (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا: روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند دیکھ لو۔اور روزہ نہ توڑو حتیٰ کہ اسے دیکھ لو۔اور اگر تم پر موسم ابر آلود ہوجائے تو اس کے لیے حساب لگا لو۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی نے ''فإن غم عليكم فاقدروا له ''سے متعلق مذاہبِ ائمہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ علماء کے ہاں''فاقدروا'' کے معنٰی کے بارے میں یہ تین اقوال ہیں:قولِ اول ائمہ ثلاثہ اور جمہور علما کا ہے۔ عینی کہتے ہیں کہ حجاز،عراق،شام اورمغرب کے فقہا کا یہی موقف ہے۔یعنی امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی، امام ثوری مام ابو حنیفۃ رحمھم اللہ، ان کے اصحاب اور عام محدثین سوائے امام احمد بن حنبل کے سب کا یہی قول ہے۔ان کے مطابق فاقدروا له کا معنی یہ ہے کہ تیس کا عدد پورا کرو۔یعنی قدر بہ معنٰی تقدیر ہونے کے لحاظ سے معنٰی یہ ہے کہ مہینہ(شعبان) کے شروع کی طرف دیکھ کر تیس دنوں کا حساب لگا لو۔[۱۵]

14- **موطأ**، كتاب الصيام، باب ماجاء في رؤية الهلال للصوم والفطر، ۲۲۶۔

15- *محمد بن احمد العینی*(م۸۵۵ھ)، **عمدة القاري شرح صحيح البخاري** (بیروت: دارالفکر)، كتاب وجوب صوم رمضان، باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان ومن رأى كله واسعًا، ۵: ۲۷۱؛**أوجز**، كتاب الصيام، باب ماجاء في رؤية الهلال للصيام والفطر،۳: ۸۔

اس مثال میں شیخ کاندھلوی نے مذکورہ مسئلے پر ائمہ کے مذہب کا احاطہ کرنے کی سعی کی ہے،جب کہ اس مسئلے پر شیخ زرقانی نے فقہا میں سے صرف ائمہ اربعہ کا موقف ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے۔[١٦]

مثال نمبر٢: عن أبي هريرة أن رجلًا أفطر في رمضان فأمره رسول الله ﷺ أن يكفر بعتق رقبة أو صيام شهرين متتابعين أو إطعام ستين مسكينا...[١٧] (حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رمضان میں روزہ توڑ ڈالاتو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ غلام آزاد کرکے یا دو ماہ کے لگاتار روزے رکھ کر یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا کر اس کا کفارہ ادا کرے۔۔۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی نے کفارۂ صوم واجب ہونے کی صورت سے متعلق فقہا کے مسالک کو وسیع تر اسلوب میں یوں لکھا ہے کہ امام شافعی اور ان کے پیروکاروں کا موقف یہ ہے کہ صرف جماع کے ذریعے رمضان کا روزہ ٹوٹنے کی صورت میں کفارہ واجب ہوتا ہے۔امام مالک،امام ابو حنیفہ اورفقہار حمہم اللہ کی ایک جماعت کے مطابق جان بوجھ کر کھا پی کر روزہ توڑنے کی صورت میں بھی کفارہ واجب ہوجاتا ہے۔ یہی ثوری، ابن المبارک اور اسحٰق رحمہم اللہ کا فتویٰ ہے۔[١٨]

یہاں شیخ کاندھلوی نے معروف ائمہ کے علاوہ دیگرائمہ کا مسلک بھی بتایا ہے، جب کہ شیخ زرقانی نے اس مقام پر صرف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف دیا ہے۔[١٩]

مثال نمبر٣: إن معاذ ابن جبل أخذ من ثلاثين بقرة تبيعًا ومن أربعين بقرة مسنة...[٢٠] (حضرت معاذ بن جبل نے تیس گائیوں میں سے دوسرے سال میں داخل بچہ اور چالیس گایوں میں سے دوسالہ گائے کا بچہ زکوٰۃ یا صدقہ کے طور پر لیا۔۔۔)اس کی شرح میں شیخ

16– **شرح الزرقاني**، كتاب الصيام، باب ماجاء في رؤية الهلال للصيام والفطر،٢: ٢٠٢۔

17– **موطأ**، كتاب الصيام، باب كفارة من افطر في رمضان، ٢٣٦–٢٣٧۔

18– **أوجز**، كتاب الصيام، باب كفارة من أفطر في رمضان،٣: ٣٥۔

19– **شرح الزرقاني**، كتاب الصيام، باب كفارة من أفطر في رمضان، ٢: ٢٢٦۔

20– **موطأ**، كتاب الزكوٰة، باب ماجاء في صدقة البقر،٢٩٢۔

کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سے ساٹھ کے درمیان گایوں پر زکوٰۃ کے بارے میں علما وائمہ کا مسلک یوں بیان کیا ہے: "فقال أكثر أهل العلم منهم الشعبي والنخعي والحسن ومالك والليث والثوري وابن الماجشون والشافعي و إسحاق و أبو عبيده و أحمد و أبو يوسف و محمد و أبو ثور لاشيء في ذالک حتیٰ بلغ ستين وقال الإمام أبو حنيفة في بعض الروايات عنه فيما زاد على الأربعين بحسابه في كل بقرة ربع عشر مسنة"[21] (اکثر اہلِ علم نے کہا ہے،ان میں شعبی، نخعی، حسن، مالک، اللیث، الثوری، ابن ماجشون، شافعی، اسحاق، ابو عبید، احمد، ابو یوسف، محمد اور ابو ثور نے کہا چالیس سے اوپر گائیوں پر اس وقت تک کوئی شے نہیں جب تک ان کی تعداد ساٹھ نہیں ہوجاتی۔اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض روایات کے مطابق کہا ہے کہ چالیس سے زائد گائیوں پر ان کے حساب سے ہر گائے میں دوسالہ بچھڑے کا چودھواں حصہ زکوٰۃ لازم آتی ہے۔)

اس مثال میں بھی شیخ کاندھلوی نے کثیر ائمہ کا موقف بیان کیا ہے،جب کہ اس مقام پر شیخ زرقانی نے امام مالک، امام شافعی،اہل الرائے اور اہلِ حدیث کا موقف صرف اس حوالہ سے دیا ہے کہ تیس گائیوں پر ایک سالہ اور چالیس پر دوسالہ بچھڑا زکوٰۃ کے طور پر لیا جائے گا۔جیسا کہ حدیث کی نص میں بیان ہوا ہے۔چالیس تاساٹھ کے درمیان سے متعلق کوئی مسلک بیان نہیں کیا۔[22] ان مثالوں سے اس بات کی صراحت ملتی ہے کہ شیخ کاندھلوی نے زیادہ جامع اور وسیع تر اسلوب کے ساتھ اختلافی مسائل میں ائمہ کے مسالک کو بیان کیا ہے۔

(ج) تشریحی توسع

شرح الزرقاني کے تقابل میں **أوجز المسالک** میں اکثر جگہ اختصار کے بجائے تفصیل سے تشریحات اور توضیحات کی گئی ہیں۔بعض مقامات پر شیخ زرقانی نے بھی کافی وسعت سے بحث کی ہے لیکن کئی جگھوں پر بالکل اختصار سے کام لیا ہے۔یہ فرق تشریحی مواد کی فراہمی اور اپنے علمی وفنی ذوق

21– **أوجز**، كتاب الصدقة، باب ماجاء في صدقة البقر، ۳: ۱۹۸۔

22– **شرح الزرقاني**، كتاب الصدقة، باب ماجاء في صدقة البقر، ۲: ۱۵۵۔

یا اپنے مخاطبین کی ضروریات کی بنا پر ہو سکتا ہے۔بہ ہر حال شیخ کاندھلوی کا تفصیلی اسلوب حسب ذیل مثالوں سے واضح ہے:

مثال نمبرا: قال مالک لیس علی المحرم فیما قطع من الشجر في الحرم شيء ولم يبلغنا أن أحدًا حكم فيه بشيء أوبئس ما صنع[23] (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حرم میں درخت کاٹنے پر محرم پر کوئی شے واجب نہیں ہوتی۔اس سلسلے میں ہم تک کوئی بات نہیں پہنچی کہ کسی نے اس صورتِ مسئلہ پر کوئی حکم لگایا ہو۔ اور کتنا برا ہے جو کیا گیا ہے!۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلویؒ نے باجی کے حوالے سے جن دو مسئلوں کی طرف نشان دہی کی ہے، ان میں سے ایک ''لیس علی المحرم فیما قطع من الشجر في الحرم شيء'' اور دوسرا''وبئس ما صنع''سے متعلق ہے اور ایک تیسرا مسئلہ اس بحث میں شجرِ ممنوعہ کو کاٹنے کا بیان اور ایسے ممنوعہ درختوں کا دوسروں سے ممتاز کرنا ،بیان ہوا ہے۔پھر ان تینوں مسائل پر مختلف مسالک کی کتب کی نشان دہی کرتے ہوئے ائمہ کے متفق ومختلف اقوال اور احکام، دلائل کے ساتھ بیان کیے ہیں اور اس تفصیلی بحث کو سمیٹتے ہوئے اس سے نکلنے والے دس تفریعی مسائل کی نشان دہی کی ہے۔[24] جب کہ امام مالک کے اس قول کی شرح میں شیخ زرقانی نے صرف حرم کے درخت کاٹنے پر کفارہ نہ ہونے سے متعلق دو تین سطور میں انتہائی مختصر تصریح کی ہے۔[25]

مثال نمبر۲: عن ابن عباس أن رسول الله ﷺ مر بامرأة وهي في محفتها فقيل لها : هذا رسول الله ﷺ فأخذت بصبعي صبي كان معها فقالت ألهذا حج يا رسول الله ﷺ قال:

23– **موطأ**، كتاب الحج، باب جامع الفدية،۴۵۲– ۴۵۳۔

24– ابوالولید سلیمان بن خلف مالکی الاندلسی الباجی (م۴۷۴ھ)، **المنتقیٰ شرح الموطأ** (بیروت: دارالكتاب العربي)، كتاب الحج، باب جامع الفدية،۳: ۷۵؛**أوجز**، كتاب الحج، باب جامع الفدية، ۳: ۳۰۸– ۳۱۱۔

25– **شرح الزرقاني**، كتاب الحج، باب جامع الفدية،۲: ۵۱۳۔

نعم، ولک أجر[۲۶] (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے ہودج میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس سے کہا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔اس نے اپنے ساتھ آئے ہوئے بچے کے دونوں بازو پکڑ کر اسے باہر نکالتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس بچے کے لیے حج ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :ہاں! اور آپ کے لیے اجر ہوگا۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سات فصول اور ابحاث کی شکل میں تفصیلی توضیحات پیش کی ہیں۔[۲۷]

اس کے مقابلہ میں **شرح الزرقاني** میں اس حدیث کی شرح میں اتنے موضوعات پر بات نہیں کی۔ براہِ راست موضوعات پر شارحین سے استفادہ کرتے ہوئے بحث کو سمیٹ دیا گیاہے۔[۲۸]

مثال نمبر۳: عن عبد الله ابن عباس قال سمعت عمر بن الخطاب يقول الرجم في كتاب الله حق علىٰ من زنا من الرجال والنساء إذا أحصن إذا قامت البينة أو كان الحبل.[۲۹] (حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: کتاب اللہ میں رجم کی سزا زنا کرنے والے اس مرداور عورت کی ہے جو شادی شدہ ہوں، جب کہ ان کے خلاف ثبوت قائم ہوجائے یا وہ عورت

26– **موطأ**، كتاب الحج، باب جامع الحج، ۴۵۶۔

27– الفصل الاول: بچپن میں حج کی مشروعیت،الفصل الثانی: کیا بچے کا حج منعقد ہوتا ہے یا نہیں؟ الفصل الثالث: حج کے حوالہ سے کیا بچے پر جزا اور کفارات لاگو ہوتے ہیں یا نہیں؟ الفصل الرابع: کیا بچے کو نیک اعمال پر ثواب دیا جاتا ہے یا نہیں؟ الفصل الخامس: اس بحث میں کہ بچے یا بچی کا حج کرنا کیا حجۃ الاسلام کی طرف سے جزا دے گا یا نہیں؟ الفصل السادس: حج کے لیے بچے کی طرف سے کون احرام باندھ سکتا ہے ؟الفصل السابع:جب بچہ احرام باندھ لے اور دورانِ حج اگر وہ بالغ ہوجائے تو وہ کیا کرے؟ ان تمام مسائل میں شیخ کاندھلوی نے مذاہبِ ائمہ،مشروعیت،دلائل وغیرہ تفصیل سے پیش کیے ہیں۔ (**أوجز**،كتاب الحج، جامع الحج، ۳: ۷۲۱– ۷۲۵۔)

28– **شرح الزرقاني**، كتاب الحج، جامع الحج،۲: ۵۱۹– ۵۲۱۔

29– **موطأ**، كتاب الحدود، باب ماجاء في الرجم، ۶۸۵۔

حاملہ ہوجائے۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی إذا أحصن کی توضیح میں اس کا ضبط،لغوی صراحت، احصان کا لفظی و اصطلاحی معنیٰ، احصان کی شرائط، اس سے متعلق، قرآنِ حکیم کی آیات، ائمہ کے فتاویٰ جات،اور اس کی سزا لاگو نہ ہونے کی صورتوں وغیرہ کوبیان کیا ہے۔(۳۰) اس کے مقابلے میں **شرح الزرقاني** میں اسی روایت کی شرح میں **إذا أحصن** کی صراحت میں صرف اس کا ضبط،اور احصان کا مختصر معنیٰ بیان کیا ہے۔(۳۱)

ان مثالوں سے معلوم ہوا کہ شیخ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت تفصیل سے کام لیا ہے۔اکثر مقامات پر تو شیخ زرقانی نے بھی مناسب حدتک ضروری تشریحات دی ہیں ،لیکن بعض جگہ شیخ زرقانی کے ہاں بالکل اختصار ہوتا ہے یا صراحت ہوتی ہی نہیں ہے، جب کہ شیخ کاندھلوی نے وہاں بھی قدرے تفصیل سے شرح کی ہے۔اس ضمن میں ایک فرق یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ شیخ زرقانی نے اپنے الفاظ میں تفصیلات کو مختصر کردیا ہے جب کہ شیخ کاندھلوی نے اکثر جگہ اپنی طرف سے تلخیص کرنے کے بجائے پورے پورے اقتباسات نقل کردیے ہیں۔لفظی اقتباس کی بجائے معنوی اقتباس کرنے میں شیخ زرقانی کاانداز زیادہ علمی اور تخلیقی محسوس ہوتا ہے۔

(د) شارحینِ حدیث سے بہ کثرت استفادہ

اگرچہ دونوں مصنفین نے اپنی اپنی شرح میں سابقہ لکھی گئی شروح سے خوب استفادہ کیا ہے، لیکن شیخ کاندھلوی نے اپنے تفصیلی اسلوب کے تحت قدرے زیادہ شارحین سے استفادہ کیا ہے۔اس کی تائید حسب ذیل مثالوں سے ہوتی ہے:

مثال نمبر۱: عن عبد الله ابن عمر أن رسول الله ﷺ فرض زكوٰة الفطر من رمضان على الناس صاعًا من تمر أو صاعًا من شعير۔۔۔(۳۲) (حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں پر فطرانہ کی زکوٰۃ کے طور پر ایک صاع کھجور

30– **أوجز**، كتاب الحدود، باب ماجاء في الرجم،٦: ٢٢– ٢٣۔

31– **شرح الزرقاني**، كتاب الحدود، باب ماجاء في الرجم،٤: ١٩٥۔

32– **موطأ**، كتاب الزكوٰة، باب مكيلة زكوٰة الفطر،٣٢٤۔

یا ایک صاع جو فرض کیے ہیں۔۔۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی نے "فرض" کی صراحت میں لکھا ہے :"قال الباجي أن "فرض" في هذا الحديث لا يصح أن يراد به إلا أوجب لأن "على" يقتضى الإيجاب واللزوم علىٰ أنه قد ورد من طريق صحيح أمر رسول الله ﷺ[۳۳] (باجی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں "فرض" کا معنیٰ "اَوجب "مراد لینا ہی صحیح ہے،کیوں کہ —" علیٰ" لزوم اور وجوب کا تقاضا کرتا ہے، کیوں کہ زکوٰۃ الفطر کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے صحیح طریق سے اسی کا امر آیا ہے۔)اس حدیث کی شرح میں شیخ زرقانی کی طرف سے کسی شارح کے حوالے سے اس کلمے کی صراحت نہیں ہے۔[۳۴]

مثال نمبر۲: عن عبد الله ابن عمر أنه كان إذا أهدىٰ هديا من المدينة، قلده[۳۵] (حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ جب مدینہ سے قربانی کا جانور بھیجتے تو اسے قلادہ پہنادیتے تھے۔۔۔) اس کی شرح میں "قلد" کی شرح میں شیخ کاندھلوی نے تو قلادہ کی ماہیت سے متعلق فقہا کے مذاہب وغیرہ بیان کرنے کے علاوہ شارح ،امام بدر الدین عینی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر مل سکیں تو ہدی کے گلے میں دو جوتوں کا قلادہ ڈالنا افضل ہے۔نیز باجی کے حوالے سے صراحت کی ہے کہ اونٹ اور گائے کو بھی قلادہ ڈالا جائے۔[۳۶] اس کے مقابلے میں شیخ زرقانی نے مذکورہ مسئلے میں کسی شارح کا حوالہ نہیں دیا۔[۳۷]

33– الباجی، **المنتقىٰ شرح الموطأ**، كتاب الزكوٰة، باب مكيلة زكوٰة الفطر،۲: ۱۸۵؛ **أوجز**، كتاب الزكوٰة، باب مكيلة زكوٰة الفطر،۳: ۲۸۱۔

34– **شرح الزرقاني**، كتاب الزكوٰة، باب مكيلة زكوٰة الفطر،۲: ۱۹۳۔

35– **موطأ**، كتاب الحج، باب العمل في الهدى حين يساق،۳۹۸۔

36– **أوجز**، كتاب الحج، باب العمل في الهدى حين يساق،۳: ۵۳۷۔

37– **شرح الزرقاني**، كتاب الحج، باب العمل في الهدى حين يساق،۲: ۴۳۱۔

مثال نمبر۳: سئل مالک هل یقف الرجل بعرفة أو بالمزدلفة،أو یرمي الجمار ،أو یسعی بین الصفا والمروة وهو غیر طاهر؟ فقال: کل أمر تصنعه الحائض من أمر الحج فالرجل یصنعه وهو غیر طاهر ،ثم لایکون علیه شيء في ذلک ولٰکن الفضل أن یکون الرجل في ذلک کله طاهر ، ولا ینبغي له أن یتعمد ذالک۔ (۳۸) (امام مالک سے سوال کیا گیا کہ کیا آدمی عرفات یا مزدلفہ میں بغیر طہارت قیام کرسکتا ہے یا جمرات کو کنکریاں مارسکتا ہے؟ یا بغیر طہارت صفا ومروہ کے درمیان سعی کرسکتا ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا امورِ حج میں سے جو کام حائضہ کرتی ہے وہ اگر مرد بھی بغیر طہارت سرانجام دے لے تو اس پر کوئی شے لازم نہیں آتی، لیکن افضل یہ ہے کہ مرد ان تمام امور میں طہارت سے رہے اور اس کے لیے مناسب نہیں ہے کہ ان امور میں وہ عمداً ناپاک رہے۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی نے مختصر شرح کرتے ہوئے شارح سے یوں استفادہ کیا ہے: ”وقال الشیخ في **المسوی** بعد قول الإمام مالک هٰذا قلت وعلیه أهل العلم۔“ (۳۹) (شیخنا یعنی ہمارے شیخ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے **المسوی** میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو بیان کرنے کے بعد کہا کہ میں بھی یہی کہتا ہوں اور اہلِ علم کا بھی یہی موقف ہے۔) اس مقام کی صراحت میں شیخ زرقانی نے بالکل اختصار سے مفہوم واضح کیا ہے اور کسی شارح کو پیش نہیں کیا۔(۴۰)

اس طرح کی مثالوں کی روشنی میں **أوجز المسالک** شروحِ حدیث کا دائرہ المعارف محسوس ہوتا ہے، یعنی جس کثرت سے شروحات کا حوالہ دیا ہے ،اس سے قاری متعلقہ حدیث کی شرح کے حوالہ سے **أوجز المسالک** کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنے آپ کو دیگر شروح سے بے نیاز محسوس کرتا ہے۔

38– **موطأ**، کتاب الحج، باب وقوف الرجل وهو غیر طاهر و وقوفه علی دابته،۴۱۲۔

39– **أوجز**، کتاب الحج، باب وقوف الرجل وهو غیر طاهر ووقوفه علی دابته،۳: ۵۸۳۔

40– **شرح الزرقاني**، کتاب الحج، باب وقوف الرجل وهو غیر طاهر ووقوفه علی دابته،۲: ۴۴۸۔

دیگر شارحین کے علاوہ شیخ کاندھلوی نے اپنے اس تصنیف میں دوسری زیرِ بحث تصنیف، **شرح الزرقاني** سے اکثر جگہ نقل کرنے کا اسلوب اپنایا ہے۔یعنی شیخ زرقانی کی بیان کردہ تفصیل پیش کرنے کے بعد دیگر مصادر سے نقل کیا ہے۔اگر شیخ زرقانی نے مصدر ذکر کیے بغیر اخذ کیا ہے تو شیخ کاندھلوی نے بعض اوقات اس کا مصدر ذکر کرکے وہی مواد دینے کا اسلوب اپنایاہے۔حسب ذیل مثالیں اس اسلوب کی تائید کرتی ہیں:

مثال نمبرا: عن نافع أن عبد الله ابن عمر كان يقول لا تجب فى مال زكوٰة حتىٰ يحول عليه الحول[۴۱] (حضرت نافع، رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبید اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ آپ کہتے تھے کہ سال گزرنے سے پہلے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی نقل کرتے ہیں: "رواه مالک موقوفًا و أخرجه في التمهيد عن ابن عمر مرفوعًا وفي إسناده بقية بن الوليد مدلس وقد رواه بالعننعنة عن إسماعيل بن عياش و إسماعيل ضعيف في غير الشاميين. قال الدارقطني الصحيح وقفه و أخرجه الدارقطني في الغرائب مرفوعًا وضعفه و أخرجه أيضًا من حديث أنس وضعفه و أخرجه ابن ماجة عن عائشة لكن الإجماع عليه، أعني عن إسناده قاله الزرقاني[۴۲] (اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موقوفاً روایت کیا ہے اور اس کی تخریج **التمهيد** میں حضرت ابن عمر سے مرفوعاً کی گئی ہے اور اس کی سند میں بقیۃ بن ولید مدلس ہے۔اسے عنعنہ کے ساتھ اسماعیل بن عیاش سے بھی روایت کیا ہے اور اسماعیل شامیین کے علاوہ میں ضعیف ہیں امام الدارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے۔اور اسے موقوفاً روایت کیا ہے نیز امام دارقطنی نے اس کی الغرائب میں تخریج کی ہے۔آپ

41– **موطأ**، كتاب الزكوٰة، باب الزكوٰة في العين من الذهب والورق،۲۷۲۔

42– **شرح الزرقاني**، كتاب الزكوٰة، باب الزكوٰة في العين من الذهب والورق،۲: ۱۳۰؛ **أوجز**، كتاب الزكوٰة، باب الزكوٰة في العين من الذهب والورق،۳: ۱۴۳۔

ہی نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی روایت کیا اور اسے ضعیف کہا ہے۔ابن ماجۃ نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کیا ہے لیکن اجماع اسی پر ہے، میری مراد آپؐ کی سند سے ہے۔) یہ سارا اقتباس من وعن شیخ زرقانی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔شیخ کاندھلوی نے پہلے شیخ زرقانی کا مذکورہ اقتباس نقل کیا ہے اور بعد میں دیگر مصادر سے اخذ کیا ہے۔اس اقتباس میں دیگر کتبِ حدیث ،شروحِ حدیث اور اصولِ حدیث کے حوالہ جات بھی شامل ہیں۔یعنی شیخ کاندھلوی نے یہاں شیخ زرقانی کے حوالے سے ثانوی مصادر سے استفادہ کرنے کا اسلوب اپنایا ہے۔

مثال نمبر۲: عن ابن شهاب أنه قال أول من أخذ من الأعطية الزكوٰة معاوية بن أبي سفيان[۴۳] (ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ عطایا میں سے سب پہلے معاویہ بن ابی سفیان نے زکوٰۃ لی۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی نے شیخ زرقانی کے حوالے سے ابن عبدالبر اور الباجی کے اقتباسات شیخ زرقانی کے لفظوں میں یوں نقل کیے ہیں: قال الباجي يريد أنه كان ياخذ من نفس الأعطية...وهذا على فقهاء الأمصار، قال ابن عبد البر يريد أخذ زكوٰتها نفسها منها...ثم انعقد الاجماع علیٰ خلافه[۴۴] (باجی کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ آپؐ عطیات سے زکوٰۃ لینے پر ہی معمور تھے۔مصر کے فقہا کا بھی یہی کہنا ہے۔ابن عبد البر کہتے ہیں کہ اس عطیات سے زکوٰۃ ہی لی جاتی تھی۔)

مثال نمبر۳: قال مالک في صرورة من النساء التي لم تحج قط أنها إن لم يكن لها ذو محرم يخرج معها أو كان لها ولم يستطع أن يخرج معها أنها لا تترک فريضة الله عزوجل عليها

43– **موطأ**، كتاب الزكوٰة، باب الزكوٰة في العين من الذهب والورق،۲۷۳۔

44– **شرح الزرقاني**، كتاب الزكوٰة، باب الزكوٰة في العين من الذهب والورق، ۲: ۱۳۲؛**أوجز**، كتاب الزكوٰة، باب الزكوٰة في العين من الذهب والورق،۳: ۱۴۵۔

في الحج ولتخرج في جماعة النساء.[۴۵] (عورتوں میں "صرورة " یعنی وہ عورتیں جن کے محرم نہ ہونے کی بنا پر حج نہ کرسکی ہوں ،یا محرم تو ہوں لیکن ان کے ساتھ حج پر جانے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں ،ایسی عورتوں سے متعلق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فریضے کو ترک نہ کریں جو ان پر حج کی صورت میں عائد ہوتا ہے اور انھیں چاہیے کہ وہ عورتوں کی جماعت میں حج کے لیے نکلیں۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی "صرورة" کے حوالے سے شیخ زرقانی کا اقتباس نقل کرتے ہیں:"ويسمىٰ من لم يتزوج صرورة أيضًا لأنه صر الماء في ظهر وتبتل علىٰ مذهب الرهبانية ومنه قول النابغة : لو أنها عرضت لأ شمط راهب عبد الإله صرورة متعبد.[۴۶]

(جو شادی نہ کرے اسے بھی "صرورة "کا نام دیا جاتا ہے، کیوں کہ پانی اس کی پشت میں ہی رکا رہتا ہے اور رہبانیت کے مذہب کے مطابق وہ دینا وما فیھا سے منقطع ہوجاتی ہے۔اسی سے نابغہ کا یہ شعر ہے:اگر وہ یعنی عورت پیش ہو تو راہب معبود کی بندگی میں صرورة کے طور پر عبادت گزاروں میں الگ تھلگ ہوجاتے ہیں۔)

ان مثالوں سے معلوم ہوا کہ شیخ کاندھلوی نے تخریج،جرح وتعدیل،غریب کلمات کی صراحت اور عمومی تصریحات کے لیے شیخ زرقانی پر جگہ جگہ بھرپور اعتماد کیا ہے اوران سے استفادہ کیا ہے۔شیخ کاندھلوی کے اسی اسلوب کی وجہ سے ان کی اس زیرِ بحث کتاب کا **شرح الزرقاني** کے ساتھ تقابلی مطالعہ کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔

(ر) دیگر موضوعات پر متعدد کتب کی نشان دہی

أوجز المسالك کے متعدد مقامات پر شروح حدیث، کتب فقہ، اصول اور دیگر موضوعات کی کتابوں کے کثرت سے حوالے ملتے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ صاحب کتاب نے متعلقہ موضوع پر خامہ فرسائی کرتے

45– **موطأ**، كتاب الحج، باب حج المرأة بغير ذو محرم، ۴۶۱۔

46– **شرح الزرقاني**، كتاب الحج، باب حج المرأة بغير ذو محرم،۲: ۵۲۹؛ **أوجز**، كتاب الحج، باب حج المرأة بغير ذو محرم،۳: ۷۳۹۔

ہوئے حتی المقدور مصادر و مراجع کی طرف رجوع کا اہتمام کیا ہے۔ اس کے مقابلے میں **شرح الزرقاني** میں یہ انداز عموماً دیکھنے کو نہیں ملتا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ قدما میں عام طور پر اس اسلوب کا چلن نہیں تھا، لیکن جدید دور میں اقتباس، حوالہ جات وغیرہ تصنیف کے آداب میں شمار ہوتے ہیں۔

۲- فقہ حنفی کی تائید

(ا) احناف کی کتب کا بہ کثرت حوالہ

أوجز المسالک میں بہ طورحوالہ پیش کی گئی کتب کا جائزہ لینے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ شیخ کاندھلوی نے شرحِ مسائل کے لیے فقہِ حنفی کی کتب کا ذکر نسبتاً زیادہ کیا ہے جیسا کہ حسب ذیل مثالوں سے اس امر کی مزید صراحت ہوتی ہے:

مثال نمبرا: عن سعيد ابن المسيب أن رسول الله ﷺ قال: لايزال الناس بخير ما عجلوا الفطر[۴۷] (سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے **مراقي الفلاح** اور **البحرالرائق** کے حوالے سے افطار جلدی کرنے کے استحباب کی صراحت کی ہے۔[۴۸] یہاں شیخ کاندھلوی نے **مراقي الفلاح** اور **البحرالرائق**، فقہ حنفی کی نمائندہ کتب کا ذکر کیا ہے،جب کہ اس حدیث کی شرح میں شیخ زرقانی نے کسی بھی کتاب کااس طرح نام ذکر نہیں کیا۔[۴۹]

مثال نمبر۲ عن عبد الرحمن بن عبد القاري أنه سمع عمر بن الخطاب وهو على المنبر يعلم الناس التشهد يقول: قولوا التحيات لله الزاكيات الطيبات الصلوات لله السلام

47- **موطأ**، كتاب الصيام، باب ماجاء في تعجيل الفطر، ۲۲۸۔

48- **أوجز**، كتاب الصيام، باب ماجاء في تعجيل الفطر،۳: ۱۶

49- **شرح الزرقاني**، كتاب الصيام،باب ماجاء في تعجيل الفطر،۲: ۲۰۸۔

علیک أیها النبي...(۵۰) (عبد الرحمن بن عبد القاری سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر بیٹھے لوگوں کو تشہد سکھانے کے لیے یہ کہتے ہوئے سنا: کہو! "التحیات لله الزاکیات الطیبات الصلوات لله السلام علیک أیها النبي..." (تمام قولی عبادتیں، تمام نیک اعمال، تمام مالی عبادتیں اور تمام بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں ،سلام ہو آپ پر اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم---) اس کی شرح میں الزاکیات کی لغوی صراحت کے لیے شیخ کاندھلوی لکھتے ہیں: "وقال في البحر الرائق : هي في اللغة بمعنىٰ الطهارة وبمعنی البرکة...،السلام علیک أیها النبي کی صراحت میں صیغۂ خطاب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پرسلام کرنے سے متعلق توضیح میں شیخ کاندھلوی لکھتے: "ما في البذل تبعًا للحافظ فإن قیل کیف شرع هٰذا اللفظ وهو خطاب بشر مع کونه منهیا عنه فی الصلاة فالجواب أن ذالک من خصائصه صلی اللہ علیہ وسلم..."(۵۱)
(**البحرالرائق** میں مصنف نے کہا کہ لغت میں الزاکیات کا معنیٰ طہارت اوربرکۃ ہی ہے---، بذل المجھود میں حافظ ابن حجر کی اتباع میں یہ ہے کہ اگر اعتراض کیا جائے کہ خطاب کا یہ صیغہ نماز میں کیسے مشروع ہوگیا حالانکہ یہ تو ایک بشر کو مخاطب کرناہے جب کہ نماز میں تو یہ منع ہے؟ پس اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔) شیخ کاندھلوی نے اس مثال میں دو حنفی مسلک کی نمائندہ کتب،**البحرالرائق** اور **البذل** کا ذکر کیا ہے جب کہ شیخ زرقانی نے ان کتب کا ذکر نہیں کیا۔

مثال نمبر۳: "أن الضحاک بن قیس سأل النعمان بن بشیر ماذا کان یقرأ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعة علیٰ أثر سورة الجمعة؟ قال کان یقرأ هل أتاک حدیث الغاشیة."(۵۲)
(ضحاک بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

50– **موطأ**، کتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ۷۲۔

51– **أوجز**، کتاب الصلاة،باب التشهد في الصلاة،۱: ۲۶۴– ۲۶۵۔

52– **موطأ**، کتاب الجمعة، القراءة في صلاة الجمعة والاحتباء ومن ترکها بغیر عذر، ۹۴۔

جمعہ کے روز نمازِ جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۃ جمعۃ پڑھنے کے بعد دوسری رکعت میں کون سی سورت پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا : آپ ﷺ سورہ: هل أتاک حدیث الغاشیة پڑھا کرتے تھے۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلویؒ لکھتے ہیں میں کہتا ہوں کہ زبانوں پر یہ مشہور ہے کہ جو اس حدیث میں وارد ہوا ہے ،اسے حنفی مستحب اور مندوب نہیں کہتے۔ نقل کردہ یہ بات صحیح نہیں ہے، بلکہ احناف کی کتب میں اس کا مندوب ہونا بیان کیا گیا ہے۔ہاں البتہ مسلسل یہی پڑھنے کے مستحب ہونے سے انھوں سے انکار کیا ہے۔**البدائع** میں مصنف نے **البحر** کے مصنف کی اتباع میں کہا کہ امام کے لیے مناسب ہے کہ ہر سورت میں سورۂ فاتحۃ کے بعد نمازِ ظہر میں کی جانے والی قراءت کے برابر کوئی سورت پڑھے۔اگر وہ پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون پڑھ لے یا پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری میں سورۂ هل أتاک حدیث الغاشیة پڑھ لے تو یوں حضور ﷺ کے فعل سے برکت حاصل کرنا حسنِ عمل ہے، لیکن اسی سورت پر ہمیشگی اختیار نہ کرے بلکہ بعض اوقات کوئی دوسری سورت بھی پڑھ لے تاکہ باقی سورتوں کا چھوڑ دینا لازم نہ آئے۔اسی طرح کی صراحت ابن عابدین نے **ردالمختار** میں اور ابن الہمام نے **الفتح** وغیرہ میں کی ہے۔[۵۳] یہاں شیخ کاندھلوی نے حنفی مسلک کی چار کتب کا نام لے ان کا تعارف کرایاہے،جب کہ **شرح الزرقاني** میں اس مقام پر کسی حنفی مسلک کی کتاب کا نام لے کرحوالہ نہیں دیا گیا۔اس اسلوب سے صاحبِ اوجز المسالک کا فقہ حنفی کی طرف میلان واضح طور پر نمایاں ہے۔

(ب) صیغۂ متکلم کے ذریعے فقہ حنفی کی نمائندگی

أوجز المسالک بنیادی طور شرحِ حدیث کی کتاب ہے، لیکن فقہی مسائل کی توضیح وتشریح میں حنفی مسلک کی طرف مصنف کا غالب رجحان مختلف حوالوں سے دیکھا جاسکتا ہے، مثلاً حنفی مسلک کی

53– **أوجز**، كتاب الجمعة، باب القراءة في صلاة الجمعة والاحتباء ومن تركها بغير عذر، ا: ۳۷۷۔

کتب کا بہ کثرت نام لے کر تعارف کرانا، جیسا کہ اوپر پیش کردہ مثالوں میں اس کی صراحت ملتی ہے۔ ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جو مصنف کی طرف سے فقہ حنفی کی تائید کو مزید ظاہر کرتی ہیں:

مثال نمبر۱: عن عبد الله ابن عمر أن رسول اللهﷺ قال إذا جاء أحدكم الجمعة فليغتسل.[۵۴]

(حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص جمعہ کے لیے آئے تو غسل کرے۔) اس کی شرح میں زیرِ بحث مسئلہ، جمعہ کا غسل جمعہ کے دن کے لیے ہے یا نماز کے لیے؟، میں ائمہ کا مسلک بیان کرتے ہوئے شیخ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ احناف کے مذہب کی یوں تائید کرتے ہیں: وثبت في الأصول أن المطلق في الأسباب عندنا الحنفية لا يحمل على المقيد فالأوجه عندي بعد التفحص الكثير أن كل نوع من هذه الاغتسالات مستقل بسببه لٰكن ينوب بعضها عن بعض.[۵۵] (اصول میں ثابت ہوگیا ہے کہ ہم حنفیہ کے ہاں اسباب کے حوالے سے مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جاتا۔ پس بہت زیادہ فکر وجستجو کے بعد میرے نزدیک بہتر صورت یہی ہے کہ غسل کی یہ تمام انواع اپنے اپنے سبب کی بناپر مستقل حیثیت رکھتی ہیں، لیکن باہم ایک دوسرے کا قائم مقام بن جاتی ہیں۔) یعنی حدیث میں مطلق جمعہ کے غسل کی بات کی گئی ہے لہٰذا اس مطلق کو مقید کرتے ہوئے نمازِ جمعہ کے ساتھ غسل کو منسوب نہیں کیا جائے گا۔ البتہ مستحب غسل کی مختلف صورتیں اپنی اپنی حیثیت میں اگرچہ مستقل ہیں تاہم ایک دوسرے کا نائب بن جاتے ہیں۔ پس اس طرح کی بحث کی ضرورت نہیں۔ اس مثال میں شیخ کاندھلوی کا عندنا الحنفية کہنا فقہ حنفی کی تائید کو ظاہر کرتا ہے۔

مثال نمبر۲: "عن صفوان بن سليم قال مالك لا أدرى أ عن النبىﷺ أم لا أنه قال من ترك الجمعة ثلٰث مرات من غير عذر ولا علة طبع الله علىٰ قلبه." [۵۶] (صفوان بن

54– **موطأ**، كتاب الجمعة، باب العمل في غسل يوم الجمعة، ۸۷۔

55– **أوجز**، كتاب الجمعة، باب العمل في غسل يوم الجمعة، ۱: ۳۳۱۔

56– **موطأ**، كتاب الجمعة، القراءة في صلاة الجمعة والاحتباء ومن تركها بغير عذر، ۹۵۔

سلیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم نہیں کہ یہ حضور ﷺ سے روایت ہے یا نہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے کسی عذر اور بیماری کے بغیر تین مرتبہ جمعہ کی نماز ترک کردی، اللہ تعالیٰ نے اس کے دل پر مہر لگادی۔) اس کی شرح میں "ولا علة"کی صراحت میں شیخ کاندھلوی احناف کی تائید یوں ظاہر کرتے ہیں: "وفيها العمى عندنا خلافا لهم...مع قول أبي حنيفة أنها لا تجب على الأعمىٰ ولو وجد قائدًا." (۵۷) (اور اس علت میں ہمارے نزدیک اندھا پن بھی شامل ہے بہ خلاف ان (ائمہ ثلاثہ) کے۔۔۔باوجود اس کے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اندھے پر جمعہ واجب نہیں اگرچہ اسے کوئی قائد میسر ہو۔)اس مثال میں عندنا اور مع کے ساتھ مصنف کا احناف کے موقف کو بیان کرنا ان کے ذہنی رجحان اور فقہ حنفی کی تائید کے اسلوب کو ظاہر کرتا ہے۔

مثال نمبر۳: "عن نافع أن عبد الله ابن عمر كان يقول لاتجب في مال زكوٰةِ حتىٰ يحول عليه الحول."(۵۸) (حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مال پر سال گزرنے سے پہلے زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ متعلقہ اختلافِ ائمہ کو بیان کرتے ہوئے احناف کی دلیل یوں ذکرکرتے ہیں: "ولنا ماروىٰ على ان العباس سأله ﷺ فى تعجيل صدقته قبل أن تحل فرخص له في ذلک." (۵۹) (اور ہماری دلیل وہ حدیث ہے جوحضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ کیا میں سال گزرنے سے قبل اپنی زکوۃ دے سکتا ہوں ؟ آپ ﷺ نے انھیں رخصت دے دی۔) اس مثال میں مصنف کا لنا (ہمارے حق میں دلیل) کہہ کر احناف کی دلیل لانا ،فقہ حنفی کی تائید ہے۔

57– **أوجز**، كتاب الجمعة، باب القراءة في صلاة الجمعة والاحتباء ومن تركها بغير عذر،۱: ۳۷۸– ۳۷۹۔

58– **موطأ**، كتاب الزكوٰة، باب الزكوٰة في العين من الذهب والورق،۲۷۲۔

59– **أوجز**، كتاب الزكوٰة، باب الزكوٰة في العين من الذهب والورق،۲: ۱۴۴۔

ان تمام مثالوں اور اس جیسی اور کئی مثالوں سے اس بات کی توضیح ہوتی ہے کہ **أوجز المسالک الیٰ موطأ امام مالک** میں حنفی مسلک کی تائید کا اسلوب اپنایا گیا ہے۔اختلافی فقہی مسائل سے متعلق بحث کرتے ہوئے، احناف کے دلائل کو زیادہ تفصیل اور اہتمام سے پیش کیا ہے اور پھر احناف کا مؤقف بیان کرنے کے لیے جمع متکلم کے صیغے استعمال کیے ہیں۔اگرچہ دلائل کی بنیاد پر مجموعی طور پر احناف کا مؤقف ہی بہتر لگتا ہے۔اور ہر عالم کو کوئی بھی مؤقف رکھنے اور ظاہر کرنے کا پورا حق ہے۔تاہم ایک محقق کے لیے اپنی تحریر میں غیر جانب داری اپنانا ضروری ہوتا ہے۔

۳- موطأ کے مختلف نسخوں کا تقابل

متنِ **موطأ** کا **موطأ** کے مختلف نسخوں میں تقابل کرکے اختلافِ متن،زیادتِ متن یا نقصِ متن وغیرہ کی نشان دہی کرنا **أوجز المسالک** کا انفرادی اسلوب ملتا ہے۔حسب ذیل مثالیں اس امر کی تائید کرتی ہیں:

مثال نمبرا: "عن عبد الله ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال : الشهر تسع وعشرون يوماً فلا تصوموا حتىٰ تروا الهلال..." [۶۰] (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینہ انیتس دنوں کا بھی ہوتا ہے پس چاند دیکھنے سے پہلے روزہ نہ رکھو۔۔۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی لکھتے ہیں کہ مصری نسخوں میں تسع کی بجائے تسعة کا لفظ ہے اور بعض ہندی نسخوں میں عشرون کے بعد یوماً کا اضافہ ہے۔[۶۱] شیخ زرقانی نے یہاں دوسری روایت کی طرف اشارہ، تو کیا ہے لیکن نسخِ موطأ کے حوالے سے تقابل نہیں کیا۔

60– **موطأ**، كتاب الصيام، باب ماجاء في رؤية الهلال لصيام والفطر في رمضان، ۲۲۵

61– **أوجز**، كتاب الصيام، باب ماجاء في رؤية الهلال لصيام والفطر فی رمضان،۳: ۹۔

مثال نمبر۲: "عن عبدالله ابن عباس أن رسول الله ﷺ ذكر رمضان فقال: لاتصوموا حتیٰ روا الهلال ولا تفطروا حتیٰ تروه فان غم عليكم فاكملوا العدد ثلاثين." (۶۲)

(حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا: چاند دیکھنے سے پہلے روزہ نہ رکھو اور اسے دیکھنے سے قبل افطار نہ کرو۔ اگر مطلع غبار آلود ہو تو تیس کی گنتی مکمل کرو۔) کی توضیح میں شیخ کاندھلوی لکھتے ہیں ایک روایت میں العدد کی بجائے العدة کا کلمہ ہے۔ ہندی نسخوں میں پہلی روایت کے مطابق ہے جب کہ مصری نسخِ موطأ میں دوسری روایت کے مطابق العدد کی بجائے العدة کا لفظ ہے۔(۶۳) شیخ زرقانی نے یہاں بھی دوسری روایت کی طرف اشارہ تو کیا ہے لیکن نسخِ موطأ کے حوالے سے تقابل نہیں کیا۔

مثال نمبر۳: "عن عائشة وحفصة زوجي النبيﷺ مثل ذالک." (۶۴) (حضرت سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات سے بھی اسی طرح روایت ہے۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی لکھتے ہیں کہ ہندی نسخوں میں مثل کے شروع میں "ب" کا اضافہ نہیں ہے۔(۶۵) یہاں شرح الزرقانی میں اس فرق کو کسی بھی حوالے سے واضح نہیں کیا۔

ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ **أوجز المسالک** میں شارح نے یہ منفرد اسلوب اختیار کیا ہے۔اور **موطأ** کے مختلف نسخوں کے تقابل کی صورت میں زیادات واختلافِ کلمات کی طرف رہ نمائی کی ہے۔ متنی تحقیق کے لیے اس نوعیت کی توضیح بے حد ضروری ہوتی ہے۔اس سے اشاعت کی اغلاط کا بھی پتہ چل سکتا ہے۔

62- **موطأ**، كتاب الصيام،باب ماجاء في رؤية الهلال لصيام والفطر في رمضان،۲۲۶۔

63- **أوجز**، كتاب الصيام،باب ماجاء في رؤية الهلال لصيام والفطر في رمضان،۳: ۱۰۔

64- **موطأ**، كتاب الصيام، باب من اجمع الصيام قبل الفجر، ۲۲۷۔

65- **أوجز**، كتاب الصيام، باب من اجمع الصيام قبل الفجر،۳: ۱۴۔

۴- اپنے شیوخ اور اساتذہ کے ساتھ عقیدت و احترام کا خصوصی اظہار

شیخ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیوخ اور اساتذہ کے ساتھ بعض مقامات پر زیادہ محبت، عقیدت اور احترام کا اظہار کیا ہے، جب کہ شیخ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے عام طور اپنے شیوخ اور باقی علما وائمہ کا ذکر ایک ہی اسلوب کے تحت کیا ہے۔ حسب ذیل مثالیں اس امر کی صراحت کرتی ہیں:

مثال نمبرا: "عن عبد الله ابن عمر أن رسول الله ﷺ رأى بصاقاً فى جدار الكعبة فحكه ثم أقبل على الناس فقال: إذا كان أحدكم يصلي فلا يبصق قبل وجهه فان الله قبل وجهه اذا صلىٰ." [۶۶] (حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی دیوار پر ایک دفعہ تھوک دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صاف کیا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو اپنے سامنے مت تھوکا کرو کیونکہ جب وہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے۔) اس کی شرح میں مشرکین کے ایک اعتراض اور اس کا رد بیان کرنے کے لیے شیخ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وأجاد شيخ مشائخنا العلامة رئيس المتكلمين مولانا محمد قاسم النانوتوى نور الله مرقده البحث فى رسالة كبيرة فارسية سماها **قبله نما** و أجاب فيها عما يشكل عن بعض المشركين أن المسلمين ينهون عن عبادة الأصنام و يعبدون بأنفسهم جدر الكعبة ولا فرق بين عبادة الصنم وبين السجدة إلى الكعبة فأبطل شيخنا برد الله مضجعه و أجزاه عنا وعن سائر المسلمين بأجوبة لطيفة فارجع إليه إن شئت.[۶۷]

اور ہمارے مشائخ کے شیخ العلامۃ رئیس المتکلمین مولانا محمد قاسم النانوتوی اللہ ان کی مرقد کو روشن کرے، نے اس بحث کو اپنے **قبلہ نما** فارسی کے بہت بڑے رسالے میں مضبوط طریق سے بیان کیا ہے اور اس میں بعض مشرکین کی طرف سے پیدا کردہ اس اشکال کو ہمارے شیخ اللہ ان کی آرام گاہ کو ٹھنڈا رکھے

66– **موطأ**، كتاب القبلة، باب النهي عن البصاق في القبلة، ۱۸۲۔

67– **أوجز**، كتاب القبلة، باب النهي عن البصاق في القبلة، ۲: ۲۳۳– ۲۳۴۔

اور ہماری طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف اللہ انھیں جزا دے، نے باطل قرار دیا ہے۔ اگر تو چاہے تو اس کی طرف رجوع کرلے۔

اپنے اساتذہ، شیوخ اور صلحا کے لیے محبت، عقیدت اور دعائیہ جذبات رکھنا کوئی غیر شرعی امر نہیں تاہم تحقیق کے ضمن میں اس اسلوب کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔اتنے القابات اور دعائیہ جملے لکھنے کی بجائے مذکورہ بحث کے چند جملے دے دیے جاتے تو قاری کی تشنگی کسی حد تک دور ہو جاتی۔

مثال نمبر۲: "عن عبد الله ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال: من شرب الخمر في الدنيا ثم لم يتب منها حرمها في الآخرة[۶۸] (حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا میں شراب پی اور پھر اس سے توبہ نہیں کی تو وہ آخرت میں اس (جنتی شرابِ طہور) سے محروم رہے گا۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وأفاد شيخ مشائخنا الگنگوهي قدس سره العزيز في الكوكب انما هو إذا استحلها..."[۶۹] (اور ہمارے مشائخ کے شیخ گنگوہی قدس سرہ العزیز نے **الکوکب** میں لکھا ہے کہ یہ اس وقت ہے جب کوئی اس دنیا کے شراب کو حلال جانے۔۔۔) یہاں شیخ کاندھلوی نے اپنے شیخ مولانا رشید احمد گنگوہی کے لیے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

مثال نمبر۳: "عن نافع أن عبد الله ابن عمر كان يلبس الثوب المصبوغ بالمشق والمصبوغ بالزعفران." [۷۰] (حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سرخ مٹی اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے۔) اس کی شرح میں شیخ کاندھلوی لکھتے ہیں: "وقال الشيخ في **البذل** كتب مولانا محمد يحيىٰ المرحوم من تقريرِ شيخه رضي الله عنه قوله فلما رأت ذالک زينب...الخ۔)[۷۱] (اور شیخ نے

68– **موطأ**، كتاب الأشربة، باب ماجاء في تحريم الخمر، ۶۹۴۔

69– **أوجز**، كتاب الأشربة، باب ماجاء في تحريم الخمر،۶: ۱۰۰۔

70– **موطأ**، كتاب الجامع، باب ماجاء في لبس الثياب المصبغة والذهب، ۷۰۸۔

71– **أوجز**، كتاب الجامع، باب ماجاء في لبس الثياب المصبغة والذهب،۶: ۲۰۱۔

البذل میں کہا کہ مولانا محمد یحییٰ مرحوم نے اپنے شیخ رضی اللہ عنہ کی تقریر میں سے ان کا قول:
پس جب ام المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے) دیکھا۔۔۔لکھا)
اس مثال میں مولانا خلیل احمد انبیٹھوی اور اپنے والد کے شیخ کے لیے خاص عقیدت کا اظہار ظاہر ہوتا ہے۔

اس اسلوب میں یہ بات محلِ نظر ہے کہ شیخ کاندھلوی نے عقیدت کا یہ اسلوب اگر اپنانا ہی تھا تو چند مخصوص علما و مشائخ ہی کے لیے کیوں؟ یعنی انھوں نے "شیخ مشایخنا، قدس سرہ العزیز، رضی اللہ عنہ، العلامہ اور رئیس المتکلمین جیسے کلمات ایک سطح کے سب علما کے استعمال نہیں کیے۔چناں چہ ایک متوازن اور موزوں تحریر وہی ہوتی ہے جس میں اول تا آخر اسلوب کی یکسانیت اور اعتدال نظر آئے۔

خلاصۂ بحث

ان سطور میں **أوجزالمسالک** کے **شرح الزرقاني** کی نسبت حسب ذیل انفرادی اور امتیازی اسالیب کی نشان دہی کی گئی ہے :

۱۔ تفصیلی اسلوب
۲۔ **شرح الزرقاني** کی نسبت زیادہ مصادر سے استفادہ
۳۔ لفظی اقتباسات کی کثرت
۴۔ اختلافی مسائل میں مذاہبِ ائمہ و علما بیان کرنے میں توسع
۵۔ مسلکِ حنفی کی کتب کا بکثرت تعارف
۶۔ احناف کی طرف میلان کا اظہار
۷۔ **موطأ** کے مختلف نسخوں میں متن کا تقابل
۸۔ اپنے شیوخ، والد اور ان کے شیوخ سے خصوصی عقیدت ومحبت کا اظہار۔